فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۵۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

صفات باری تعالیٰ اور عقیدہ اہل سنت

سوال: صفات باری تعالیٰ کے بارے میں اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ پر اسی طرح ایمان لانا واجب ہے، جس طرح کتاب وسنت میں وارد ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حقیقی اور باکمال ہیں، ان میں تاویل یعنی نصوص اور صفات باری تعالیٰ کو ان کے حقیقی معنی ومدلول سے پھیر دینا، تحریف (نصوص کو ان کے حقیقی معنی سے پھیر دینا)، تکییف (تمثیل کے بغیر صفت کی کیفیت بیان کرنا)، تمثیل (اللہ کی صفت کو مخلوق کی صفت کے مثل قرار دینا)، تشبیہ (اللہ کی صفت کو مخلوق کی صفت کے مشابہ قرار دینا)، تعطیل (اللہ تعالیٰ کی صفت کا انکار کرنا) اور تفویض (صفات کے الفاظ کو تو ماننا، مگر معنی کا انکار کر دینا) جائز نہیں۔

نیز یہ بھی یاد رکھئے کہ ہر وہ شخص جو صفات باری کو معطل کرتا ہے، وہ رب تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ کی صفات کو مخلوق کے مشابہ قرار دیتا ہے، وہ درحقیقت ان صفات کو معطل کر رہا ہوتا ہے۔ نیز وہ ان صفات کی کیفیت بھی بیان کر رہا ہوتا ہے۔ گویا تمثیل وتکییف کے باب میں عموم خصوص مطلق کی نسبت پائی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات ہیں اور یہ صفات توقیفی ہیں، صفات کا منکر، ذات باری

تعالیٰ کا منکر ہے اوران انکار کفرِ جحو د ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت تین طرح سے ہوتی ہے، اس کے ناموں، اس کے کاموں اور اس کی صفات سے۔ جو صفات میں گمراہ ہوگیا، وہ ذات میں گمراہ ہوگیا، کیونکہ صفات باری تعالیٰ، ذات باری تعالیٰ کی غیر نہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ماننے سے مخلوق کی ذات سے تشبیہ لازم نہیں آتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے شایان شان ہے اور مخلوق کی ذات اس کے شایان شان ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنے سے مخلوق کی صفات سے تشبیہ لازم نہیں آتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کے شایان شان ہیں اور مخلوق کی صفات اس کی شایان شان ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات مثل، تشبیہ اور نقص سے پاک ہے، اسی طرح اس کی صفات بھی مثل، تشبیہ اور نقص سے پاک ہیں۔

❁ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

''ہمارا اور حجاز، تہامہ، یمن، عراق، شام اور مصر کے سب علماء کا یہی مسلک ہے کہ ہم اللہ کی ان صفات کا اثبات کرتے ہیں جن صفات کا اثبات اس نے اپنے لئے کیا ہے، ہماری زبانیں اس کی اقراری اور ہمارے دل اس کے مصدق ہیں، ہاں ہم اللہ کے چہرے کو مخلوق کے چہروں سے تشبیہ نہیں دیتے، ہمارا اللہ تشبیہ سے بلند ہے اور معطلین کی ہفوات سے بالا ہے، اہل باطل اللہ کو عدم مانتے ہیں، کیوں کہ وہ اس کی صفات کے انکاری ہیں اور جس کی صفات نہ ہوں وہ عدم ہوتا ہے، حالاں کہ میرا اللہ عدم نہیں ہے، اللہ جہمیہ کی باتوں سے بہت بلند ہے جو اللہ کی ان صفات کا انکار کرتے ہیں جن کا اللہ نے اپنے لئے

اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے لئے اثبات کیا ہے۔''

(كتاب التوحيد وإثبات صفات الرّبّ :26/1)

❁ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۳۶۸-۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''اہل سنت کا اجماع ہے کہ قرآن وسنت میں وارد ہونے والی تمام صفات کا اثبات کیا جائے، ان پر ایمان لایا جائے، انہیں حقیقت پر محمول کیا جائے، نہ کہ مجاز پر۔ اہل سنت نہ تو ان صفات کی کیفیت بیان کرتے ہیں نہ کسی صفت کو محدود ومحصور سمجھتے ہیں، جب کہ اہل بدعت، جہمیہ، معتزلہ اور خوارج سبھی ان صفات کا انکار کرتے ہیں، کسی صفت کو حقیقت پر محمول نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ جو ان صفات کا اقرار کرتے ہیں وہ مشبہ ہیں، اہل سنت کا یہ کہنا ہے کہ منکرین صفات اصل میں ذات باری تعالیٰ کے منکر ہیں۔ حق وہی ہے، جو کتاب وسنت کے قائلین یعنی ائمہ اہل سنت نے بیان کر دیا ہے۔''

(التمهيد لما في المُوَطَّأ من المعاني والأسانيد : 144/7)

❁ نیز فرماتے ہیں:

رَوَاهَا السَّلَفُ وَسَكَتُوا عَنْهَا وَهُمْ كَانُوا أَعْمَقَ النَّاسِ عِلْمًا وَّأَوْسَعَهُمْ فَهْمًا وَّأَقَلَّهُمْ تَكَلُّفًا وَّلَمْ يَكُنْ سُكُوتُهُمْ عَنْ عِيٍّ فَمَنْ لَّمْ يَسَعْهُ مَا وَسِعَهُمْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ .

''احادیثِ صفات، سلف نے بیان کی ہیں اور بیان کیفیت سے خاموش رہے ہیں۔ سلف صالحین کا علم سب سے گہرا، فہم سب سے زیادہ وسیع تھا۔ ان میں تکلف نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ ان کا صفات باری تعالیٰ کی بابت سکوت لاعلمی

کی بنا پر ہرگز نہیں تھا۔ (سنیئے!) جو سلف کے علم پر اکتفاء نہیں کرتا وہ خساروں کا سوداگر اور ناکامِ زمانہ ہے۔''

(جامع بيان العلم وفضله : 945/2)

❁ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾، رَدٌّ عَلَى الْمُشَبِّهَةِ، وَقَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾(الشّورٰى : ١١)، رَدٌّ عَلَى الْمُعَطِّلَةِ، فَهُوَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى مَوْصُوفٌ بِصِفَاتِ الْكَمَالِ، وَلَيْسَ لَهُ فِيهَا شَبِيهٌ، فَالْمَخْلُوقُ وَإِنْ كَانَ يُوصَفُ بِأَنَّهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ، فَلَيْسَ سَمْعُهُ وَبَصَرُهُ كَسَمْعِ الرَّبِّ وَبَصَرِهٖ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ إِثْبَاتِ الصِّفَةِ تَشْبِيهٌ، إِذْ صِفَاتُ الْمَخْلُوقِ كَمَا يَلِيقُ بِهٖ، وَصِفَاتُ الْخَالِقِ كَمَا يَلِيقُ بِهٖ .

''فرمان باری تعالیٰ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ ''اس جیسی کوئی شے نہیں۔'' میں مشبہہ کا رد ہے اور فرمان باری تعالیٰ : ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشّورٰی : ١١) ''وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔'' میں معطلہ کا رد ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ صفات کمال کے ساتھ متصف ہے، ان صفات میں باری تعالیٰ جیسا کوئی نہیں۔ اگرچہ مخلوق کو بھی ''سمیع'' اور ''بصیر'' کہا گیا ہے، مگر مخلوق کا ''سننا'' اور ''دیکھنا''، رب تعالیٰ کے سننے اور دیکھنے جیسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنے سے تشبیہ لازم نہیں آتی، کیونکہ مخلوق کی صفات

مخلوق کے لائق ومناسب ہیں اور خالق کی صفات، خالق کے لائق ومناسب ہیں۔"

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 137)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٦٦١ ـ ٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ فِي هٰذَا الْبَابِ أَنْ يُّوصَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ، وَبِمَا وَصَفَتْهُ بِهٖ رُسُلُهٗ نَفْيًا وَّإِثْبَاتًا، فيُثْبَتُ لِلّٰهِ مَا أَثْبَتَهٗ لِنَفْسِهٖ، وَيُنْفٰى عَنْهُ مَا نَفَاهُ عَنْ نَّفْسِهٖ .

''اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی وہی صفات بیان کی جائیں، جو اس نے اپنے لئے بیان کی ہیں، یا جو انبیائے کرام نے نفیاً و اثباتاً اللہ کے لئے بیان کی ہیں، تو اللہ کے لئے ان چیزوں کا اثبات کیا جائے جن کا اللہ نے اپنے لئے اثبات کیا، اور ان چیزوں کی اللہ سے نفی کی جائے جن کی اللہ نے اپنے لئے نفی کی۔''

(الرِّسالة التَّدْمُرِيَّة، ص: ٤)

متکلمین کہتے ہیں کہ اگر چہ سلف صالحین اور ائمہ اسلام صفات باری تعالیٰ کو ان کے ظاہری اور حقیقی معنی سے نہیں پھیرتے تھے، مگر ہم نے صفات باری تعالیٰ کو ان کے ظاہری و حقیقی معنی سے اس لیے پھیرا ہے، تاکہ عوام کو صفات کے فہم میں تشویش نہ ہو۔

اس مفروضے کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ صرف صفات باری تعالیٰ میں اہل سنت والجماعت کے عقائد سے انحراف کا ایک بہانہ ہے۔

متکلمین سرے سے صفات کی حقیقت نہیں مانتے، بلکہ تاویل کو واجب سمجھتے ہیں، خالق کی صفات کو مخلوق کی صفات کے مشابہ سمجھ کر ان کی تاویل کرتے ہیں۔ اس لیے اہل سنت کہتے ہیں کہ ہر ممثل معطل ہے اور ہر معطل ممثل ہے، کیونکہ تعطیل کی بنیاد تشبیہ ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ''ہاتھ'' ثابت کیا ہے، اہل سنت تو اس کو بغیر کیفیت بیان کیے حقیقت اور ظاہر پر رکھتے ہیں اور خالق کے ہاتھ کو مخلوق کے ہاتھ کے مشابہ نہیں سمجھتے، مگر متکلمین اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ کو ثابت نہیں کرتے، جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ہاتھ کا اثبات کیا ہے، وہاں ''قدرت'' کی تاویل کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہاتھ ثابت کریں گے، تو مخلوق کے بھی ہاتھ ہیں، اس سے تشبیہ لازم آئے گی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، جسے متکلمین بھی ثابت کرتے ہیں، مخلوق کی بھی ذات ہے، یہاں تشبیہ لازم کیوں نہیں آتی؟، لہٰذا جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کے اثبات سے مخلوق کی ذات سے تشبیہ لازم نہیں آتی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات سے بھی مخلوق کی صفات سے تشبیہ لازم نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''کلام'' ہے، اہل سنت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صوت وحروف سے کلام کرتا ہے، قرآن کریم بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جسے اللہ نے صوت وحروف سے تلفظ کیا ہے۔ جبکہ متکلمین کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم صوت وحروف کے بغیر کلام کیا ہے، کیونکہ اگر صوت وحروف سے کلام کرنا مانیں گے، تو مخلوق سے تشبیہ لازم آئے گی، لہٰذا قرآن مجید کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے تلفظ کردہ نہیں ہیں، دوسرے لفظوں میں قرآن کریم جبریل نے اللہ تعالیٰ سے الفاظ وحروف میں نہیں سنا، اس لیے فارسی زبان میں قرآن پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، یہ سلف کے اجماع کے خلاف ہے۔

اہل سنت کے نزدیک نزول باری تعالیٰ حق ہے، اس کی کیفیت اللہ جانتا ہے۔ اہل کلام اس صفت میں بھی تاویل کرتے ہیں اور نزول باری تعالیٰ سے مراد ''اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نزول'' یا ''فرشتے کا نزول'' یا ''اَمر کا نزول'' لیتے ہیں۔ یہ بھی سلف کی مخالفت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا قرآن، متواتر احادیث، اجماع امت اور فطرت سے ثابت ہے، اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے، وہ اس کی تاویل نہیں کرتے اور اس کی کیفیت کا علم اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق یہ خبر دی ہے کہ وہ عرش پر ہے، وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جلیلہ کے لائق ہے۔ جبکہ متکلمین کا عقیدہ ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا ایک ہی معاملہ ہے، جب عوام اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں، تو صفات باری تعالیٰ کی معرفت میں تشویش کیوں؟

درحقیقت یہ عقیدہ توحید سے انحراف ہے، جب تاویل عوام کے لیے کی ہے، تو علما اس تاویل کو دین کیوں بناتے ہیں؟، نیز اسلاف امت پر اعتراض کیوں کرتے ہیں؟

دوسرا یہ کہ سلف صالحین میں بھی عوام تھے، جب انہوں نے صفات میں تاویل نہیں کی اور ان کو حقیقی وظاہری معنی سے نہیں ہٹایا، تو بعد والوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ سلف صالحین کی مخالفت میں صفات باری تعالیٰ میں تاویل کریں۔ آج بھی اہل سنت والجماعت کے عوام صفات باری تعالیٰ کے حقیقی معنی سمجھنے میں کسی تردد یا تشویش کا شکار نہیں، بلکہ ان کے لیے وہی حقیقی معنی سمجھنا آسان ہے، جو سلف صالحین نے اختیار کیا ہے۔

تاویل سے ایک بڑا خطرہ یہ لازم آیا ہے کہ یہ لوگ صفات باری تعالیٰ میں گمراہ ہو گئے، اہل سنت کے منہج سے منحرف ہو گئے، یوں گمراہ فرقوں، مثلاً جہمیہ، مفوضہ، معتزلہ، اشاعرہ، ماتریدیہ، معطلہ، ممثلہ، مکیفہ اور مشبہہ وغیرہ کے ہم عقیدہ بن گئے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کو حقیقی اور ظاہری معنی میں تسلیم کرنا بھی عبادت ہے، جو صفات میں تاویل کرتا ہے، دراصل وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا انکاری ہے۔

❁ امام دارمی رحمہ اللہ (۲۸۰ھ) فرماتے ہیں:

بِهٰذَا الرَّبِ نُؤْمِنُ، وَإِيَّاهُ نَعْبُدُ، وَلَهٗ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، فَمَنْ قَصَدَ بِعَبَادَتِهٖ إِلٰى إِلٰهٍ بِخَلَافِ هٰذِهِ الصِّفَاتِ، فَإِنَّمَا يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ .

''ہم (مذکورہ صفات سے متصف) رب پر ایمان لاتے ہیں، اسی کی عبادت کرتے ہیں، اس کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور اسی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ جس نے اُس الٰہ کی عبادت کا قصد کیا، جس کی یہ صفات نہیں، تو درحقیقت اس نے غیر اللہ کی عبادت کی۔''

(الرّدّ على الجَهمية، ص 3-4)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُعَطِّلُ يَعْبُدُ عَدَمًا وَالْمُمَثِّلُ يَعْبُدُ صَنَمًا وَالْمُوَحِّدُ يَعْبُدُ رَبًّا لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى وَالصِّفَاتُ الْعُلٰى .

''تعطیل کرنے والا (اللہ کی صفات کا انکار کرنے والا) عدم (جس کا وجود ہی نہ ہو) کی عبادت کرتا ہے، ممثّل (اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینے والا) بت کی عبادت کرتا ہے، جبکہ موحد ایسے رب کی عبادت کرتا ہے، جس کی کوئی مثل نہیں، اس کے خوبصورت نام ہیں اور عالی شان صفات ہیں۔''

(الصّواعق المُرسلة :148/1)

صفات باری تعالیٰ میں تاویل درحقیقت قرآن وحدیث، اجماع سلف صالحین اور فطرت کی مخالفت ہے۔

متکلمین صفات باری تعالیٰ کے متعلق آیات کو متشابہات میں ذکر کرتے ہیں، کہتے

ہیں کہ ان آیات کے کلام الٰہی ہونے میں شبہ نہیں، مگر ان کا مفہوم ظاہری طور پر نہیں سمجھا جا سکتا، یوں وہ ''مفوضہ'' کے قریب قریب چلے گئے۔

اسی طرح متکلمین صفات باری تعالیٰ کو مجاز قرار دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے مراد ''غلبہ اور قدرت'' لیتے ہیں۔

اہل کلام نقلی دلیل کو ظنی قرار دے کر عقلی دلیل کو قطعی کہہ کر دونوں میں تعارض واقع کر کے، صفات باری تعالیٰ کے حقیقی معنی کو اپنی عقل نارساں کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔

❁ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''صفات باری کے مسئلے میں جو صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں، سلف کا مذہب ان کے اثبات اور انہیں ظاہر پر محمول کرنے کا ہے، سلف کیفیت اور تشبیہ کے قائل نہیں ہیں، ایک گروہ اللہ کی ان صفات کا انکاری ہے، جن کا اس نے اثبات کیا ہے۔ ایک گروہ نے اثبات تو کیا، لیکن تشبیہ وتکییف کی طرف نکل گئے۔ حق ان کے دوانتہاؤں کا درمیانی راستہ ہے، (کیوں کہ) اللہ تعالیٰ کا دین افراط وتفریط کے درمیان اعتدال پسندی کا نام ہے۔

دراصل صفات باری تعالیٰ میں گفتگو کرنا ذات باری تعالیٰ میں ہی گفتگو کرنا ہے۔ ان میں بھی وہی طریقہ کار اختیار کیا جائے گا، جو ذات باری تعالیٰ کے بارے میں اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ تو بدیہی بات ہے کہ رب العالمین کا اثبات اس کی ذات کا اثبات ہے، نہ کہ اس کی کیفیت کا۔ اسی طرح صفات کا اثبات وجود کا اثبات ہے، نہ کہ کیفیت اور تحدید کا۔ لہٰذا جب ہم کہیں گے کہ صفت ید، سمع اور بصر اللہ کے لیے ثابت ہے، تو معنی یہ ہوگا کہ یہ صفات ہیں، جنہیں اللہ

تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کیا ہے۔ یہ نہیں کہیں گے کہ ید (ہاتھ) کا معنی قدرت ہے اور سمع و بصر کا معنی علم ہے۔ نہ ہی انہیں جوارح (جسمانی اعضاء) قرار دیں گے۔ اور نہ ہی انہیں ہاتھوں، کانوں اور آنکھوں، جو کہ جسمانی اعضاء ہیں اور کام کرنے کے آلہ کار ہیں، کے ساتھ تشبیہ دیں گے، بل کہ ہم کہیں گے کہ ان کا اثبات واجب ہے، کیوں کہ یہ شریعت سے ثابت ہیں اور تشبیہ کی نفی کرنا بھی از حد ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾(الشّورٰی : ۱۱) ''اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں۔'' نیز فرمایا: ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ﴾(الإخلاص : ۳) ''اور اس کے ہم سر کوئی نہیں ہے۔''

(سير أعلام النّبلاء : 284/18، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ سجزی رحمہ اللہ (۴۴۴ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ السُّنَّةِ هُمُ الثَّابِتُونَ عَلَى اعْتِقَادِ مَا نَقَلَهُ إِلَيْهِمُ السَّلَفُ الصَّالِحُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ عَنِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَنْ أَصْحَابِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فِيمَا لَمْ يَثْبُتْ فِيهِ نَصٌّ فِي الْكِتَابِ وَلَا عَنِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَئِمَّةٌ، وَقَدْ أُمِرْنَا بِاقْتِدَاءِ آثَارِهِمْ، وَاتِّبَاعِ سُنَّتِهِمْ وَهٰذَا أَظْهَرُ مِنْ أَنْ يُحْتَاجَ فِيهِ إِلٰى إِقَامَةِ بُرْهَانٍ، وَالْأَخْذُ بِالسُّنَّةِ وَاعْتِقَادُهَا مِمَّا لَا مَرِيَّةَ فِي وُجُوبِهٖ.

''اہل سنت ان عقائد پر قائم ہیں، جو سلف صالحین رحمہم اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیے ہیں یا جن عقائد کے بارے میں کتاب وسنت میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی، انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے، کیونکہ صحابہ کرام ائمہ تھے اور ہمیں ان کے منہج وسنت کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے، یہ بات بالکل واضح ہے، اس کے لیے کوئی دلیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔سنت کو اختیار کرنا اور اس کے مطابق عقیدہ بنانا واجب ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔''

(الرّدّ علی من أنکر الحرف والصّوت، ص 144)

جو ائمہ اہل سنت کے عقائد پر نہیں، وہ حق سے منحرف ہے، کیونکہ حق عقائد اہل سنت میں منحصر ہے۔ائمہ سلف پر بے اعتمادی اسلام پر بے اعتمادی ہے، کیونکہ اسلام کی حقیقی تعبیر محدثین عظام ہیں، اہل سنت کی بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے عقائد کی بنیاد وحی پر ڈالی ہے، دوسری بڑی خوبی یہ ہے کہ ان کے عقائد میں گمراہی داخل نہیں ہو سکتی، نہ ہی ان میں کوئی گمراہ داخل ہو سکتا ہے۔

بعض احناف کے عقائد میں گمراہی آ گئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اہل سنت والجماعت سے عقیدہ اخذ نہیں کیا، بلکہ بڑے بڑے گمراہ لوگ ان میں شامل ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنی گمراہی ان میں داخل کر دی، مثلاً کوئی بڑا اشعری تھا، وہ فروع میں حنفی ہو گیا، تو اس نے اشعریت ان میں پروان چڑھائی۔اسی طرح کوئی بڑا معتزلی تھا، فروع میں حنفی ہو گیا، تو اعتزال کا فتنہ ان میں پھیل گیا، کوئی نامور ماتریدی ان میں داخل ہوا، تو اس نے اپنی گمراہیاں ان میں چھوڑ دیں، اسی طرح کوئی جہمی تھا، تو وہ حنفیت میں تجہم پھیلاتا رہا، کوئی غالی رافضی تھا، تو تقیہ کا لبادہ اوڑھ کر ان میں گمراہ کن عقائد داخل کرتا رہا۔

یوں کئی لوگ عقائد میں اشعری، ماتریدی، معتزلی، جہمی وغیرہ بن گئے۔ جبکہ اہل سنت میں یہ افتراق اور تشتت نہیں، ان کے عقائد متفقہ ہیں، کیونکہ انہوں نے یہ عقائد سلف صالحین سے لیے ہیں اور سلف نے یہ عقائد صحابہ کرام سے اور صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھے تھے۔

❁ علامہ ابوالمظفر سمعانی رحمہ اللہ (۴۸۹ھ) فرماتے ہیں:

مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَهْلَ الْحَدِيثِ هُمْ عَلَى الْحَقِّ، أَنَّكَ لَوْ طَالَعْتَ جَمِيعَ كُتُبِهِمُ الْمُصَنَّفَةِ مِنْ أَوَّلِهِمْ إِلٰى آخِرِهِمْ، قَدِيمِهِمْ وَحَدِيثِهِمْ مَعَ اخْتِلَافِ بُلْدَانِهِمْ وَزَمَانِهِمْ، وَتَبَاعُدِ مَا بَيْنَهُمْ فِي الدِّيَارِ، وَسُكُونِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَطْرًا مِّنَ الْأَقْطَارِ، وَجَدْتَّهُمْ فِي بَيَانِ الْاِعْتِقَادِ عَلٰى وَتِيرَةٍ وَاحِدَةٍ، وَنَمْطٍ وَاحِدٍ يَجُرُّونَ فِيهِ عَلٰى طَرِيقَةٍ لَا يَحِيدُونَ عَنْهَا، وَلَا يَمِيلُونَ فِيهَا، قَوْلُهُمْ فِي ذٰلِكَ وَاحِدٌ وَنَقْلُهُمْ وَاحِدٌ، لَا تَرٰى بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا، وَلَا تَفَرُّقًا فِي شَيْءٍ مَّا وَإِنْ قَلَّ، بَلْ لَوْ جَمَعْتَ جَمِيعَ مَا جَرٰى عَلٰى أَلْسِنَتِهِمْ، وَنَقَلُوهُ عَنْ سَلَفِهِمْ، وَجَدتَّهٗ كَأَنَّهٗ جَاءَ مِنْ قَلْبٍ وَّاحِدٍ، وَجَرٰى عَلٰى لِسَانٍ وَاحِدٍ، وَهَلْ عَلَى الْحَقِّ دَلِيلٌ أَبْيَنُ مِنْ هٰذَا؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاعْتَصِمُوا

بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا﴾
وَأَمَّا إِذَا نَظَرْتَ إِلٰى أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ، رَأَيْتَهُمْ مُتَفَرِّقِينَ مُخْتَلِفِينَ أَوْ شِيَعًا وَّأَحْزَابًا، لَا تَكَادُ تَجِدُ اثْنَيْنِ مِنْهُمْ عَلٰى طَرِيقَةٍ وَّاحِدَةٍ فِي الْاعْتِقَادِ، يُبَدِّعُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، بَلْ يَرْتَقُونَ إِلَى التَّفْكِيرِ، يُكَفِّرُ الْاِبْنُ أَبَاهُ وَالرَّجُلُ أَخَاهُ، وَالْجَارُ جَارَهُ، تَرَاهُمْ أَبَدًا فِي تَنَازُعٍ وَّتَبَاغُضٍ، وَاخْتِلَافٍ، تَنْقَضِي أَعْمَارُهُمْ وَلَمَا تَتَّفِقُ كَلِمَاتُهُمْ: ﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ﴾.

''اہل حدیث (محدثین) کے حق پر ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر آپ پہلے محدثین سے لے کر بعد تک کے محدثین کی تمام کتب کا مطالعہ کریں، تو باوجود اس کے کہ ان کے علاقے اور زمانے مختلف تھے، ان کے وطن جدا جدا تھے، مگر آپ دیکھیں گے کہ عقائد کے بیان میں سب کا طریقہ اور منہج ایک ہے، انہوں نے عقائد کے باب میں جو رستہ اختیار کیا ہے، اس سے منحرف نہیں ہوئے، ان کے عقائد اور دلائل ایک جیسے ہیں، آپ کو ان کے مابین (عقیدے کے) معمولی مسئلہ میں بھی اختلاف اور افتراق نظر نہیں آئے گا، بلکہ اگر آپ وہ تمام کلمات جمع کر لیں، جو ان کی زبانوں پر جاری ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنے اسلاف سے نقل کیے ہیں، تو آپ کو یوں محسوس ہوگا کہ یہ ایک ہی دل اور زبان سے نکلے ہوئے جملے ہیں۔ کیا حق پر ہونے کے لیے اس

سے واضح بھی کوئی دلیل ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ ''یہ لوگ قرآن پر تدبر کیوں نہیں کرتے، اگر یہ (قرآن) اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے ہوتا، تو لوگوں کو اس میں بہت زیادہ اختلاف نظر آتا۔'' نیز فرمان الٰہی ہے : ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا﴾ ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور جدا جدا مت ہوں۔'' جب آپ اہل بدعت کو دیکھیں گے، تو وہ افتراق، اختلاف، گروہ بندیوں اور دھڑوں میں نظر آئیں گے، عقیدہ کے باب میں آپ کو ان میں سے دو شخص بھی ایک نہج پر دکھائی نہیں دیں گے۔ اہل بدعت میں بعض ایک دوسرے کو بدعتی کہتے ہیں اور بعض تو تکفیر تک چلے جاتے ہیں، بیٹا باپ کو، بھائی بھائی کو اور پڑوسی پڑوسی کو کافر کہتا ہے۔ آپ انہیں ہمیشہ لڑتے جھگڑتے، باہم بغض وعناد رکھتے اور اختلاف وانتشار کا شکار دیکھیں گے، ان کی زندگیاں گزر گئیں، مگر ان کے نظریات ایک نہ ہوسکے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ﴾ ''(اے نبی!) آپ انہیں یکجا دیکھتے ہیں، جبکہ ان کے دل پھوٹ کا شکار ہیں، اس لیے کہ یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔''

(الحُجّة في بَيان المَحجة : 239/2)

خبر واحد عقیدہ میں حجت؟

سوال: کیا خبر واحد عقیدہ میں حجت ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک صحیح حدیث سے عقیدہ ثابت ہوتا ہے، خواہ وہ خبر واحد ہو، یا خبر متواتر۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْاِعْتِقَادِ كُلِّهٖ فِي صِفَاتِ اللّٰهِ وَأَسْمَائِهٖ إِلَّا مَا جَاءَ مَنْصُوصًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ وَمَا جَاءَ مِنْ أَخْبَارِ الْآحَادِ فِي ذٰلِكَ كُلِّهٖ أَوْ نَحْوِهٖ يَسْلَمُ لَهٗ وَلَا يُنَاظَرُ فِيهِ .

''اللہ تعالیٰ کے اسما وصفات کے سمیت عقیدہ میں صرف وہی حجت ہے، جس کی وضاحت کتاب اللہ میں موجود ہو یا رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہو یا اجماع امت سے ثابت ہو۔ عقیدے کی تمام یا کچھ مباحث میں اگر اخبار آحاد وارد ہوں، تو اسے قبول کیا جائے گا، اس (کے قبول وعدم قبول) میں بحث ومباحثہ نہیں ہوگا۔''

(جامع بیان العلم وفضله : 942/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

الَّذِي نَقُولُ بِهِ إِنَّهُ يُوجِبُ الْعَمَلَ دُونَ الْعِلْمِ كَشَهَادَةِ الشَّاهِدَيْنِ وَالْأَرْبَعَةِ سَوَاءٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ وَكُلُّهُمْ يَدِينُ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ فِي الْاِعْتِقَادَاتِ وَيُعَادٰى وَيُوَالٰى عَلَيْهَا وَيَجْعَلُهَا شَرْعًا وَدِينًا فِي مُعْتَقَدِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ جَمَاعَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ ....

''(خبر واحد کے بارے میں) ہمارا مؤقف یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے، لیکن یہ علم (یقینی) کا فائدہ نہیں دیتی۔ جیسے گواہی دو کی ہو یا چار کی، ہوتی تو برابر ہی ہے۔ اکثر فقہا اور محدثین کا یہی موقف ہے۔ سب اہل علم عادل راوی کی خبر واحد کو عقیدہ میں حجت مانتے ہیں، اس کی وجہ سے عداوت اور محبت کرتے ہیں۔ اہل سنت کی ایک بڑی جماعت نے خبر واحد کو عقیدہ میں دین اور شریعت مانا ہے......۔''

(التّمهيد لما في الموطأ من المَعاني والأسانيد :8/1)

اس پر تعلیق لگاتے ہوئے عبدالسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۵۲ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْإِجْمَاعُ الَّذِي ذَكَرَهُ فِي خَبَرِ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ فِي الْإِعْتِقَادَاتِ يُؤَيِّدُ قَوْلَ مَنْ يَقُولُ : إِنَّهُ يُوجِبُ الْعِلْمَ وَإِلَّا فَمَا لَا يُفِيدُ عِلْمًا وَّلَا عَمَلًا كَيْفَ يُجْعَلُ شَرْعًا وَّدِينًا يُّوَالٰى عَلَيْهِ وَيُعَادٰى .

''علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے جو ذکر کیا ہے کہ عادل راوی کی خبر واحد کے عقائد میں حجت ہونے پر اجماع ہے، اس کی تائید اس قول سے بھی ہوتی ہے: یہ علم

(یقینی) کا فائدہ بھی دیتی ہے، کیونکہ جو علم اور عمل کا فائدہ نہ دیتی ہو، اسے شرع یا دین کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اسے محبت اور عداوت کا معیار بنایا جا سکے؟''

(المُسوّدة في أصول الفقه، ص 245)

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) لکھتے ہیں:

اَلْإِيمَانُ بِكُلِّ مَا أَخْبَرَ بِهِ الرَّسُولُ وَيَجِبُ الْإِيمَانُ بِكُلِّ مَا أَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحَّ بِهِ النَّقْلُ عَنْهُ فِيمَا شَاهَدْنَاهُ، أَوْ غَابَ عَنَّا، نَعْلَمُ أَنَّهٗ حَقٌّ، وَصِدْقٌ، وَسَوَاءٌ فِي ذٰلِكَ مَا عَقَلْنَاهُ وَجَهِلْنَاهُ، وَلَمْ نَطَّلِعْ عَلٰى حَقِيقَةِ مَعْنَاهُ، مِثْلُ حَدِيثِ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ وَكَانَ يَقْظَةً لَّا مَنَامًا فَإِنَّ قُرَيْشًا أَنْكَرَتْهُ وَأَكْبَرَتْهُ، وَلَمْ تُنْكِرِ الْمَنَامَاتِ، وَمِنْ ذٰلِكَ أَنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ لَمَّا جَاءَ إِلٰى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيَقْبِضَ رُوحَهٗ لَطَمَهٗ فَفَقَأَ عَيْنَهٗ فَرَجَعَ إِلٰى رَبِّهٖ فَرَدَّ عَلَيْهِ عَيْنَهٗ، وَمِنْ ذٰلِكَ أَشْرَاطُ السَّاعَةِ، مِثْلُ خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَنُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهٗ، وَخُرُوجُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ مِمَّا صَحَّ بِهِ النَّقْلُ.

''رسول اللہ ﷺ نے جس چیز کی بھی خبر دی ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے، (اگر) اس روایت کی نقل صحیح ہو۔ ہم نے اس کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہو یا وہ چیز ہم سے اوجھل ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ حق اور سچ ہے۔ وہ بات ہماری عقل

میں آئے یا نہ آئے یا ہم اس کے حقیقی معنی سے آشنا نہ ہو سکیں۔ مثلاً اسرا اور معراج کی حدیث۔ معراج جاگتے ہوئے ہوئی، نہ کہ خواب میں، کیونکہ قریش نے اس واقعہ معراج کا انکار کیا اور اسے بہت بڑی بات خیال کیا، جبکہ قریش خوابوں کے منکر نہیں تھے۔ اسی طرح (اس حدیث کا بھی انکار کیا کہ) جب ملک الموت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس روح قبض کرنے آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے تھپڑ مارا اور آنکھ پھوڑ دی۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا تو اللہ نے آنکھ کو صحیح کر دیا۔ اسی طرح قیامت کی نشانیاں مثلاً؛ دجال کا خروج اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا، یاجوج وماجوج اور دابۃ الارض کا خروج، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور اسی طرح کی دیگر صحیح احادیث۔''

(لِمعة الاعتقاد، ص 28)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ وُجُوبَ تَصْدِيقِ كُلِّ مُسْلِمٍ بِمَا أَخْبَرَ اللّٰهُ بِهٖ وَرَسُولُهٗ مِنْ صِفَاتِهٖ لَيْسَ مَوْقُوفًا عَلٰى أَنْ يَّقُومَ عَلَيْهِ دَلِيلٌ عَقْلِيٌّ عَلٰى تِلْكَ الصِّفَةِ بِعَيْنِهَا فَإِنَّهٗ مِمَّا يُعْلَمُ بِالْاِضْطِرَارِ مِنْ دِيْنِ الْإِسْلَامِ أَنَّ الرَّسُولَ إِذَا أَخْبَرَنَا بِشَيْءٍ مِّنْ صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَبَ عَلَيْنَا التَّصْدِيقُ بِهٖ وَإِنْ لَّمْ نَعْلَمْ ثُبُوتَهٗ بِعُقُولِنَا وَمَنْ لَّمْ يُقِرَّ بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ حَتّٰى يَعْلَمَهٗ بِعَقْلِهٖ فَقَدْ أَشْبَهَ الَّذِينَ قَالَ اللّٰهُ عَنْهُمْ : ﴿قَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا أُوتِيَ

رُسُلُ اللّٰهِ، اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسالَتَهٗ﴾ وَمَنْ سَلَكَ هٰذَا السَّبِيلَ فَهُوَ فِي الْحَقِيقَةِ لَيْسَ مُؤْمِنًا بِالرَّسُولِ وَلَا مُتَلَقِّيًا عَنْهُ الْأَخْبَارَ بِشَأْنِ الرُّبُوبِيَّةِ وَلَا فَرْقَ عِنْدَهٗ بَيْنَ أَنْ يُخْبِرَ الرَّسُولَ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ أَوْ لَمْ يُخْبِرْ بِهٖ فَإِنَّ مَا أَخْبَرَ بِهٖ إِذَا لَمْ يَعْلَمْهُ بِعَقْلِهٖ لَا يُصَدِّقُ بِهٖ بَلْ يَتَأَوَّلُهٗ أَوْ يُفَوِّضُهٗ وَمَا لَمْ يُخْبِرْ بِهٖ إِنْ عَلِمَهٗ بِعَقْلِهٖ آمَنَ بِهٖ، وَإِلَّا فَلَا فَرْقَ عِنْدَ مَنْ سَلَكَ هٰذَا السَّبِيلَ بَيْنَ وُجُودِ الرَّسُولِ وَإِخْبَارِهٖ وَبَيْنَ عَدَمِ الرَّسُولِ وَعَدَمِ إِخْبَارِهٖ، وَكَانَ مَا يَذْكُرُهٗ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْحَدِيثِ وَالْإِجْمَاعِ فِي هٰذَا الْبَابِ عَدِيمَ الْأَثَرِ عِنْدَهٗ وَهٰذَا قَدْ صَرَّحَ بِهٖ أَئِمَّةُ هٰذَا الطَّرِيقِ.

''صفات باری تعالیٰ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خبر پر مسلمان کی تصدیق کرنے کا وجوب عقل پر موقوف نہیں ہے کہ عقل اس صفت کی حقیقت پر دلالت کرے۔ کیونکہ یہ دین کا بنیادی اصول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ہمیں اللہ کی کسی صفت کے متعلق خبر دیں تو ہمارے لیے اس پر ایمان لانا واجب ہے، اگر چہ ہماری عقل اسے قبول نہ کرے۔ جو عقل کے قبول کرنے تک رسول اللہ ﷺ کی بات کی تصدیق نہ کرے، وہ ان لوگوں جیسا ہے، جن کے بارے اللہ کا فرمان ہے: ﴿قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ، اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسالَتَهٗ﴾ ''کفار نے کہا: ہم تب تک ایمان نہیں لائیں گے، جب تک ہمیں بھی وہ کچھ دے دیا جائے، جو رسولوں کو

دیا گیا ہے۔(حالانکہ) اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے رسالت کسے سونپنی ہے۔''
جو اس ڈگر پر چلتا، وہ درحقیقت نہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کی رب تعالیٰ کے بارے بیان کردہ احادیث کو لیتا ہے۔اس کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کسی بات کی خبر دیں یا نہ دیں، کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی بات اگر اس کی عقل میں نہ آئے، تو وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا، بلکہ اس کی تاویل کرتا ہے یا تفویض سے کام لیتا ہے اور جس چیز کی خبر رسول اللہ ﷺ نے نہ دی ہو، لیکن اس کی عقل میں آ گئی ہو، تو اس پر ایمان لاتا ہے۔ ایسے شخص کے نزدیک رسول اللہ ﷺ اور آپ کی احادیث کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے، اس بارے میں قرآن، حدیث یا اجماع کے دلائل کوئی اثر نہیں رکھتے۔ اس رستے کے راہبروں نے اس بات کی صراحت بھی کر رکھی ہے۔''

(شرح العقيدة الأصفهانية، ص 44)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُفَرِّقْ هُوَ وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ الْبَتَّةَ بَيْنَ أَحَادِيثِ الْأَحْكَامِ وَأَحَادِيثِ الصِّفَاتِ، وَلَا يُعْرَفُ هٰذَا الْفَرْقُ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ التَّابِعِينَ، وَلَا مَنْ تَابَعَهُمْ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، وَإِنَّمَا يُعْرَفُ عَنْ رُؤُوسِ أَهْلِ الْبِدَعِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ.

''احادیث احکام اور احادیث صفات میں نہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کوئی فرق کیا

اور نہ کسی اور محدث نے اور نہ ہی یہ فرق کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا امام سے ثابت ہے، بلکہ یہ تقسیم سراخیلِ اہل بدعت اور ان کے متبعین سے ہی ملتی ہے۔''

(مختصر الصّواعق المرسلة، ص 606-607)

❁ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

يُشِيرُ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ إِلَى الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَالْمُعَطِّلَةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَالرَّافِضَةِ، الْقَائِلِينَ بِأَنَّ الْأَخْبَارَ قِسْمَانِ؛ مُتَوَاتِرٌ وَآحَادٌ، فَالْمُتَوَاتِرُ، وَإِنْ كَانَ قَطْعِيَّ السَّنَدِ، لٰكِنَّهٗ غَيْرُ قَطْعِيِّ الدِّلَالَةِ، فَإِنَّ الْأَدِلَّةَ اللَّفْظِيَّةَ لَا تُفِيدُ الْيَقِينَ! وَلِهٰذَا قَدَحُوا فِي دِلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلَى الصِّفَاتِ! قَالُوا : وَالْآحَادُ لَا تُفِيدُ الْعِلْمَ، وَلَا يُحْتَجُّ بِهَا مِنْ جِهَةِ طَرِيقِهَا، وَلَا مِنْ جِهَةِ مَتْنِهَا! فَسَدُّوا عَلَى الْقُلُوبِ مَعْرِفَةَ الرَّبِّ تَعَالَى وَأَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَأَفْعَالِهٖ مِنْ جِهَةِ الرَّسُولِ، وَأَحَالُوا النَّاسَ عَلٰى قَضَايَا وَهْمِيَّةٍ، وَمُقَدِّمَاتٍ خَيَالِيَّةٍ، سَمَّوْهَا قَوَاطِعَ عَقْلِيَّةً، وَبَرَاهِينَ يَقِينِيَّةً .

''شیخ (امام طحاوی رحمہ اللہ) اس (عبارت) سے جہمیہ، معطلہ، معتزلہ اور روافض پر رد کر رہے ہیں، جن کا کہنا ہے کہ اخبار کی دو قسمیں ہیں؛ متواتر اور آحاد، اخبار متواترہ کی سند اگرچہ قطعی ہوتی ہیں، مگر وہ اپنے مدلول میں قطعی نہیں ہوتیں، کیونکہ لفظی دلائل، علم یقینی کا فائدہ نہیں دیتے!۔ اسی لیے انہوں نے قرآنی آیات سے ثابت صفات میں قدح وطعن کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ خبر آحاد علم یقین کا فائدہ نہیں دیتیں، نیز یہ سند اور متن کے لحاظ سے قابل حجت

بھی نہیں ہیں !۔اس طرح انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مروی اللہ تعالیٰ کی ذات،اسماء،صفات اورافعال کی معرفت سے دلوں کوروک دیااورلوگوں کو بے بنیاد واقعات اور خیالی مفروضوں پر لگا دیا،جنہیں یہ لوگ ''قواطع عقلیہ'' (قطعی عقلی دلائل)اور''یقینی براہین'' کا نام دیتے ہیں۔''

(شرح العقیدۃ الطّحاویۃ، ص 354)